فتاویٰ امن پوری (قسط ۹۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: جس سے نکاح ہوا، وہ نامرد تھا، کیا نکاح ہوا؟

جواب: نامرد سے نکاح کیا جائے، تو وہ صحیح ہے، عورت اس سے طلاق لیے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرسکتی۔

سوال: نابالغی میں ایک مرد سے نکاح ہوگیا، اب کیا کرے؟

جواب: بلوغت کے بعد خیار بلوغ حاصل ہوگا، عورت اور مرد دونوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اس نکاح کو قائم رکھیں یا فسخ کر دیں۔

سوال: اگر نامرد سے نکاح ہوگیا اور عورت علیحدگی چاہتی ہے، تو کیا کرے؟

جواب: اگر نامرد کا علاج ممکن ہے، تو بیوی کو چاہیے کہ علاج تک صبر کرے، ورنہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، وہ طلاق نہ دے، تو بیوی خلع سے نکاح فسخ کرالے۔

سوال: اگر نامرد شوہر بیوی کو طلاق نہ دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: بیوی کو اختیار ہے کہ شوہر کے ساتھ رہے یا خلع سے نکاح فسخ کرالے۔

سوال: جو نامرد بیوی سے زنا کرائے، تو بیوی کیا کرے؟

جواب: بیوی کو چاہیے کہ ایسے دیوث کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے کہ اس سے طلاق لے لے، وہ طلاق نہ دے، تو خلع سے نکاح فسخ کرالے اور دوسری جگہ نکاح کرلے، ورنہ وہ زانیہ قرار پائے گی۔

(سوال): اگر نامرد علاج کے بعد تندرست ہو جائے، تو کیا بیوی اس سے طلاق کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): جب نامرد علاج سے تندرست ہو چکا ہے، تو اب بیوی نامردی کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرنے کی مجاز نہیں۔

(سوال): شوہر کو جذام کا مرض لاحق ہوا، بیوی کے لیے کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر بیوی شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے، تو رہ سکتی ہے اور اگر ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، وہ طلاق دے دے، تو درست، ورنہ خلع کے ذریعے نکاح فسخ کرالے۔

(سوال): مجنون کی زوجہ کیا کرے؟

(جواب): اگر مجنون کی بیوی اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو وہ دیکھے گی کہ اگر اس کے شوہر کو کبھی کبھار آفاقہ ہوتا ہے، تو اس دوران وہ اس سے طلاق کا مطالبہ کرلے، وہ طلاق دے دے، تو درست، ورنہ خلع کے ذریعے نکاح فسخ کرائے اور عدت کے بعد ولی کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کرلے۔

(سوال): کیا حالت جنون میں نکاح ہوسکتا ہے؟

(جواب): مجنون مرفوع القلم ہوتا ہے، اس کا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں، البتہ حالت آفاقہ میں اس کا عمل لکھا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر نکاح کے وقت مجنون حالت جنون میں تھا، تو اس کا نکاح منعقد نہیں ہوا۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْقَلَمَ قَدْ وُضِعَ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتّٰى يَفِيقَ وَعَنِ

الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ .

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند علي بن الجعد :741، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: جب شوہر بیوی کی خبر نہ لے، تو وہ کیا کرے؟

جواب: اس صورت میں اگر بیوی شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو وہ اس سے طلاق کا مطالبہ کرے، ورنہ خلع کے ذریعے نکاح فسخ کرالے۔

سوال: شوہر بداطوار ہو اور بیوی کے حقوق ادا نہ کرے، تو کیا بیوی علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: بیوی علیحدگی کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

سوال: نان ونفقہ نہ دینے والے شوہر کا نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟

جواب: نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے، اگر وہ اپنی ذمہ داری ادا نہ کرے، تو گناہ گار ہو گا، مگر اس سے نکاح میں کچھ اثر نہیں پڑتا۔

﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة : ٢٣٣)

''باپوں پر دستور کے مطابق بیویوں کا روٹی کپڑا ہے، ہر کسی کو اس کی وسعت کے مطابق مکلّف ٹھہرایا جائے گا۔''

سوال: جو شوہر وطی کے بجائے لواطت کرے، تو کیا بیوی نکاح فسخ کراسکتی ہے؟

(جواب): لواطت بدترین گناہ ہے، یہ ملعون ہے، بیوی کو چاہیے کہ اسے سمجھائے، سمجھ جائے، تو درست، ورنہ فوراً اس سے علیحدگی کر لے اور خود کو ایسے بدکردار سے جدا کر لے، طلاق کا مطالبہ کرے، طلاق دے دے، تو درست، ورنہ خلع سے نکاح فسخ کرا لے، مگر کسی صورت اس کے ساتھ نہ رہے، ورنہ وہ برابر کی مجرم ہوگی، کیونکہ لواطت بہت بڑا جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بے غایت لطف و کرم سے عورت مرد کے لیے سکون کا باعث ہے۔ یہ سکون اس وقت ناپید ہو جاتا ہے، جب مرد، عورت سے غیر فطری مباشرت کر کے اس کا تقدس پامال کر دیتا ہے، کیونکہ یہ اقدام حکمِ شریعت کی سخت خلاف ورزی ہے، نیز اخلاق و شرافت کے منافی بھی ہے۔ اس قبیح فعل کو عقل تسلیم کرتی ہے نہ نقل تصدیق کرتی ہے۔ البتہ گدھے، کتے اور خنزیر جیسے جانور ایسا کر سکتے ہیں یا کفار۔ فطرتِ سلیمہ اور طبعِ مستقیم کے حامل مسلمان سے اس جریمہ کا ارتکاب ناممکن ہے۔

Anual sex گناہ کی سب سے بھیانک اور بدبخت صورت ہے۔ اس سے قوائے فکری و عملی پر سخت چوٹ لگتی ہے۔ اس قبیح فعل کا نتیجہ ذلت و خسران اور تباہی و بربادی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس کے فاعل کو ہمیشہ ذلت و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ مغضوب علیہم قوموں کے آثارِ سیئہ اور اخلاقِ قبیحہ میں سے ایک گناہ ہم جنس پرستی، عملِ قومِ لوط اور عورت سے لواطت ہے۔ فواحش و رذائل کی لسٹ میں اور طبعِ سلیم کی کراہت و نکارت کے لحاظ سے یہ گناہ بدکاری سے بڑھ کر ہے۔ کفر کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ اس کے نقصانات اور بداثرات معاشرہ پر قتل سے بڑھ کر ہیں۔

اسے جائز کہنا محض دعویٰ بلا دلیل پر اصرار ہے، یہ اسلام کی بے لوث اور پاکیزہ تعلیمات پر حملہ ہے، نیز اسلامی تہذیب کی تمام نزاکتیں تار تار کر دینے کے مترادف ہے۔

یہ دینی وانسانی مصلحت سے عاری ایسا عظیم جرم ہے، جوایک مسلمان سے ثقاہت وتقویٰ کی دولت چھین لیتا ہے۔ یہ شوہر وزن کے خوشگوار تعلقات نفرت وعداوت میں بدل دیتا ہے۔ رشتہ از دواج کا تقدس پامال کر دیتا ہے، انسانی صحت کو روگ لگا دیتا ہے، روحانیت کو سلب کر لیتا ہے۔

جب کوئی اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے، اس وقت وہ عقل وفکر کے نزدیک مسلمات کو للکار رہا ہوتا ہے۔ قرآنِ عزیز اور حدیث شریف کی پرنور تعلیمات سے آشنا شخص سے اس بُرے فعل کا ارتکاب مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔

واضح رہے کہ جس قوم کے اندر یہ بے ہودہ اور فحش گناہ پایا گیا، مولائے کریم نے انہیں دنیا ہی میں مرقعِ عبرت اور داستانِ موعظت بنایا ہے۔ یہ انعکاسِ فطرت پر مبنی نازیبا عمل بے راہروی اور آوارہ مزاجی کی ایسی لعین عادت ہے، جو اخلاق باختہ اور لادینی فسق وفجور میں غرقاب، شہوات ولذات میں منہمک، عصیان ومعاصی کے دلدل میں بری طرح پھنسے ہوئے، بلکہ دھنسے ہوئے یورپ کے پانچ ملکوں میں قانون کا درجہ حاصل کر چکی ہے اور انسانیت کے لیے باعثِ ننگ وعار اس قانون پر کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی۔

تُف ہے ایسی تہذیب پر!

شریعتِ اسلامیہ چونکہ پاکیزہ، صاف ستھرے، شگفتہ اور بہار آفریں احکامات پر مبنی ہے، لہٰذا وہ انسان کو بہیمی خواہشات، نفس پرستی، شیطانی اعمال اور افعالِ خبیثہ سے بچاتی ہے۔ وہ ہمارے اندر نیکی کا جذبہ اور بُرائی سے اجتناب کی قوت پیدا کرتی ہے۔ وہ ہماری خواہشوں اور تمناؤں کو حدِ اعتدال فراہم کرتی ہے۔ اس لیے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایسی رذالتوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص اپنی حلال اور منکوحہ بیوی کو بھی پشت

سے استعمال نہیں کرسکتا، کیونکہ ایسا کرنا مقصدِ شریعت کے خلاف ہے اور محض حیوانی جذبہ کی تسکین ہے۔

روزانہ کتنے لوگ اس مذموم فعل کا مرتکب ہو کر دل اور منہ پہ کالک ملتے ہیں۔ اگر ہم معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور معاشرے کے لیے مفید افراد پیدا کرنے کے خواہاں ہیں تو انسانوں میں صالحیت اور تقویٰ لانا ہوگا۔ انسانی ہمدری کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھنا ہوگا اور اس گناہ کے بھیانک نتائج سے انسانوں کو آگاہ کرنا ہو گا۔ یہ لعین عادت فاعل ومفعول میں سوزاک، جریان، جسم میں سوزش، نیز مفعول کے لیے لیکوریا اور بواسیر کا سبب ہے۔

لواطت ایسا قبیح فعل ہے، جو شرعاً ناجائز وحرام اور کبیرہ گناہ ہے، اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی کا باعث ہے۔ اسے لواطت صغریٰ کہا گیا ہے، لہٰذا اس کے حرام ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں، بلکہ اس کی حرمت تمام ادیان میں مسلم ہے۔

علامہ مظہری زیدانی حنفی رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوَطْءَ فِي الدُّبُرِ مُحَرَّمٌ فِي جَمِيعِ الْأَدْيَانِ.

''عورت کے ساتھ غیر فطری مجامعت تمام ادیان میں حرام ہے۔''

(المَفاتيح في شرح المَصابيح : ٤/٥٤)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الدُّبُرُ فَلَمْ يُبَحْ قَطُّ عَلٰى لِسَانِ نَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَمَنْ نَسَبَ إِلٰى بَعْضِ السَّلَفِ إِبَاحَةَ وَطْئِ الزَّوْجَةِ فِي دُبُرِهَا، فَقَدْ غَلَطَ عَلَيْهِ.

''عورت سے غیر فطری مجامعت کسی نبی کی شریعت میں روا نہیں تھی ، بعض سلف کی طرف اس کا جواز منسوب کرنے والا جھوٹا ہے۔''

(زاد المَعاد : ٢٥٧/٤)

حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْإِتْيَانُ فِي الدُّبُرِ فَحَرَامٌ، فَمَنْ فَعَلَهُ جَاهِلًا بِتَحْرِيمِهِ، نُهِيَ عَنْهُ، فَإِنْ عَادَ عُزِّرَ.

''بیوی کی پچھلی شرمگاہ میں جماع حرام ہے، جو اس کی حرمت سے ناواقفیت کی بنا پر ایسا کرے، اسے روکا جائے گا، دوبارہ کرے، تو اسے تعزیرا سزا دی جائے گی۔''

(شرح السُّنّة : ٦/٩)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''عورتوں سے غیر فطری مجامعت کرنا قوم لوط کے عمل سے ملتا جلتا کام ہے، اس کے حرام ہونے پر علما کا اجماع ہے، سوائے سلف میں سے ایک شاذ قول کے، حالانکہ اس فعل سے ممانعت کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : ١٨٣/٣)

علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

اِسْتِحْلَالُ اللِّوَاطَةِ بِزَوْجَتِهِ كُفْرٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

''بیوی سے غیر فطری مجامعت کو حلال سمجھنا جمہور علما کے نزدیک کفر ہے۔''

(الأشباه والنّظائر، ص ١٩١)

سوال: شوہر بیس سال کے لیے قید ہو جائے، تو بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): ایسی عورت شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، وہ طلاق دے دے، تو درست، ورنہ عدالت کے ذریعے خلع لے سکتی ہے۔

(سوال): دائم المرض شوہر کی بیوی نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): شوہر طلاق نہ دے، تو خلع کے ذریعے نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔

(سوال): بدچلن شوہر کی بیوی کیا کرے؟

(جواب): اسے سمجھائے، ورنہ طلاق یا خلع سے علیحدگی اختیار کرلے۔

(سوال): عورت ''کابل'' کی طرف ہجرت کر جائے، تو کیا نکاح فسخ ہوجاتا ہے؟

(جواب): اگر عورت شوہر کو چھوڑ کر کہیں چلی جائے، تو اس سے نکاح فسخ نہیں ہوتا، نہ ہی طلاق ہوتی ہے۔

(سوال): اگر شوہر نان ونفقہ بند کردے، تو بیوی کیا کرے؟

(جواب): وہ خلع لے سکتی ہے۔

(سوال): اگر شوہر آوارہ اور شرابی ہو، تو عورت کیا کرے؟

(جواب): اس سے علیحدگی اختیار کرلے، ورنہ وہ اپنا ایمان بھی نہیں بچا پائے گی۔

(سوال): جس کا شوہر دس سال تک نامعلوم ہو، وہ کیا کرے؟

(جواب): جس کا شوہر دس سال سے لاپتہ ہو اور اس کی واپسی کی اُمید ختم ہوجائے، تو وہ عورت شوہر کو فوت شدہ سمجھے گی اور چار ماہ دس دن عدت وفات شوہر میں گزارے گی، اس کے بعد آگے نکاح کرسکتی ہے۔

(سوال): عورت کہتی ہے کہ میرا شوہر خنثیٰ ہے، تو کیا وہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے؟

(جواب): بغیر طلاق یا خلع کے وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی۔

(سوال): شوہر اندھا ہو جائے، تو عورت کیا کرے؟

(جواب): اگر شوہر بیوی کے نان ونفقہ کا خیال رکھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ اپنے اندھے شوہر کی خدمت کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرے، اندھے پن کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرنا یا خلع لینا جائز نہیں۔ یہ مطالبہ غیر شرعی ہے۔

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ .

''جس عورت نے بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 283/5، سنن أبي داوٗد : 2226، سنن التّرمذي : 1187، سنن ابن ماجه : 2055، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۸۴) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲/ ۲۰۰) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(سوال): مخبوط الحواس کی بیوی کیا کرے؟

(جواب): اگر بیوی علیحدگی چاہتی ہے، تو طلاق یا خلع سے الگ ہو سکتی ہے۔

(سوال): جس کا شوہر اوباش ہو اور حقوق زوجیت ادا نہ کرتا ہو، تو وہ کیا کرے؟

(جواب): اسے چاہیے کہ طلاق یا خلع کے ذریعہ سے الگ ہو جائے۔

(سوال): جس کا شوہر احکام شرعیہ کا مخالف ہو، وہ عورت کیا کرے؟

(جواب): اپنے شوہر کو نصیحت کرے، نہ سمجھے تو اس سے طلاق کا مطالبہ کرے، ورنہ خلع کے ذریعے نکاح فسخ کر لے۔ یہی اس کے لیے بہتر ہے۔

(سوال): جس کا شوہر ظالم ہو، وہ کیا کرے؟

(جواب): طلاق یا خلع سے خلاصی حاصل کر لے۔

(سوال): کیا دیوث کی بیوی کا اپنے شوہر کے ساتھ رہنا درست ہے؟

(جواب): جس کا شوہر دیوث ہو، اسے چاہیے کہ فوراً جدائی اختیار کرے، ورنہ وہ خود بھی اس کی شریک جرم ہوگی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؛ الْعَاقُّ بِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ بِالرِّجَالِ، وَالدَّيُّوثُ .

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا؛ ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔''

(مسند الإمام أحمد : 6180، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): ایک شخص نے اپنا جذام کا مرض چھپا کر نکاح کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ اسے جذام کا مرض ہے، تو نکاح ہوا یا نہیں؟

(جواب): شوہر اپنا مرض چھپانے کی وجہ سے گناہ گار رہوا، البتہ نکاح منعقد ہو گیا، بیوی اگر ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو طلاق یا خلع سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے۔

(سوال): جو شخص اپنی بیوی کو مارتا پیٹتا ہو، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

(جواب): بیوی کو سخت مارنا پیٹنا گناہ ہے۔ اسے چاہیے کہ توبہ کرے اور ایسے بہیمانہ سلوک سے باز آجائے، ورنہ اسے اپنے عقد سے جدا کر دے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾(البقرة : ٢٢٩)

''(بیوی کو) اچھے طریقے سے بسانا ہے یا اچھے انداز میں فارغ کر دینا ہے۔''

(سوال): مجنون کی بیوی، جسے خود پر زنا کا اندیشہ ہے، وہ کیا کرے؟

(جواب): اسے چاہیے کہ خلع کے ذریعہ نکاح فسخ کر لے اور عدت کے بعد دوسری جگہ شادی کر لے۔

(سوال): جو مجنون پاگل خانہ میں ہے، اس کی بیوی کیا کرے؟

(جواب): خلع کے ذریعے جدائی اختیار کر لے اور دوسری جگہ نکاح کر لے۔

(سوال): جس مجنون کو کبھی کبھار آفاقہ ہو جاتا ہے، اس کی بیوی کیا کرے؟

(جواب): اگر بیوی مجنون کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، تو وہ حالت آفاقہ میں شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، وہ طلاق دے دے، تو درست، ورنہ خلع سے نکاح فسخ کر لے۔

(سوال): ایسا شخص، جس کے حواس ٹھیک نہیں، وہ کس طرح طلاق دے گا؟

(جواب): مخبوط الحواس مجنون کے حکم میں ہے، اس کی طلاق معتبر نہیں، البتہ اگر اسے کبھی آفاقہ ہوتا ہے، تو اس دوران دی گئی طلاق معتبر ہے۔

(سوال): ساٹھ سال کا آدمی سات سال سے غائب ہے، اسے زندہ سمجھا جائے یا مردہ؟

(جواب): اگر اس کی واپسی کی کوئی اُمید باقی نہیں، تو اسے فوت شدہ سمجھا جائے گا۔

(سوال): شوہر کے دو سال غائب رہنے کے بعد اس کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا، تو

کیا حکم ہے؟

(جواب): بیوی کے لیے کم سے کم چار سال انتظار کرنا ضروری ہے، اس سے پہلے وہ دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی۔

(سوال): دس برس شوہر کا انتظار کر کے بیوی نے دوسری شادی کر لے، اب پہلا شوہر واپس آ گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): دوسرے نکاح کے بعد پہلا شوہر واپس آ گیا اور دوسرے شوہر نے خلوت اختیار نہیں کی، تو بیوی پہلے کے پاس جائے گی۔ اگر دوسرے شوہر نے تعلق قائم کر لیا، تو پہلا شوہر بغیر طلاق لیے اسے اپنے پاس لا سکتا ہے، لیکن تعلق قائم کرنے کے لیے ایک حیض تک انتظار کرے گا۔ اگر پہلا خاوند واپس نہ لانا چاہے، تو دوسرے خاوند سے حق مہر وصول کر لے۔

(سوال): مفقود الخبر کی جائیداد کی تقسیم کب کی جائے گی؟

(جواب): جب وہ چار سال سے غائب ہو اور واپسی کی اُمید ختم ہو جائے، تو اس وقت جو ورثہ زندہ ہوں گے، وہ مفقود کے وارث قرار پائیں گے۔

(سوال): جس کی واپسی کی اُمید باقی ہو، کیا اس کی بیوی دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

(جواب): وہ بدستور منکوحہ ہے، دوسرا نکاح نہیں کر سکتی۔

(سوال): جس عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کی گئی ہو اور اسے طلاق ہو جائے، تو اس کی عدت کیا ہے؟

(جواب): غیر مدخولہ کی ایک طلاق ہے، اس پر کوئی عدت نہیں، وہ اگلے ہی لمحے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾(الأحزاب : ٤٩)

''مؤمنو! جب مومن عورتوں سے نکاح کرلو، پھر دخول سے قبل طلاق دے دو، تو ان پر کوئی عدت نہیں۔ بس انہیں فائدہ پہنچائیں اور عمدگی کے ساتھ چھوڑ دیں۔''

سوال: جس غیر مدخولہ کا شوہر فوت ہو جائے، تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جس غیر مدخولہ کا شوہر فوت ہو جائے، تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، وہ وارث بھی بنے گی۔ وفات شوہر کی عدت سے غیر مدخولہ کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(البقرة : ٢٣٤)

''تم میں جو وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، تو وہ عورتیں چار ماہ دس تک عدت میں رہیں، جب وہ مقررہ مدت مکمل کرلیں، تو وہ عمدگی کے ساتھ جو کریں، اس میں تم پر کوئی حرج نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔''

سوال: جس حاملہ کو طلاق ہو اور اس کا حمل نو ماہ سے زائد عرصہ تک وضع نہ ہو، تو اس

کی مدت کیا ہے؟

(جواب): حاملہ کی طلاق یا وفات شوہر کی عدت وضع حمل ہی ہے، خواہ وہ نو ماہ بعد وضع ہو یا اس سے کم یا زیادہ مدت میں، بہر حال عدت وضع حمل ہی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطّلاق : ٤)

''حاملہ عورتوں کی (طلاق یا وفات شوہر کی) عدت وضع حمل ہے۔''

❁ سیدہ سُبَیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں، ان کے خاوند فوت ہو گئے۔ چند دنوں بعد ان کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نیا نکاح کرنے کی اجازت دے دی۔

(صحيح البخاري : 5318، 6906، صحيح مسلم : 1485)

نیز دیکھیں(صحيح البخاري : 5319، صحيح مسلم : 1484، صحيح البخاري : 5320)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اکثر اہل علم کا اسی حدیث پر عمل ہے، جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بھی شامل ہیں کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو بچے کی ولادت کے بعد اس کے لیے نکاح کرنا جائز ہے، خواہ اس کی عدت کا عرصہ ابھی نہ گزرا ہو۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 1193)

(سوال): جس عورت کو حیض نہ آتا ہو، اس کی طلاق کی عدت کیا ہے؟

(جواب): جس عورت کو حیض نہ آتا ہو، اس کی عدتِ طلاق تین ماہ ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطّلاق : 4)

''وہ طلاق یافتہ خواتین جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہیں، تم کو اگر ماہواری کے خون بارے شک ہو، تو ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

سوال: کیا خلع اور طلاق کی عدت ایک جیسی ہے؟

جواب: خلع فسخ نکاح ہے اور اس کی عدت ایک حیض ہے۔

❀ سیدہ ربیع بنتِ معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

اِخْتَلَعْتُ مِنْ زَوْجِي، ثُمَّ جِئْتُ عُثْمَانَ، فَسَأَلْتُ : مَاذَا عَلَيَّ مِنَ الْعِدَّةِ ؟ فَقَالَ : لَا عِدَّةَ عَلَيْكِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ حَدِيثَ عَهْدٍ بِكِ، فَتَمْكُثِينَ عِنْدَهٗ حَتّٰى تَحِيضِينَ حَيْضَةً، قَالَتْ : وَإِنَّمَا تَبِعَ فِي ذٰلِكَ قَضَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْيَمَ الْمَغَالِيَّةِ، وَكَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ، فَاخْتَلَعَتْ مِنْهُ .

''میں نے اپنے خاوند سے خلع لے لیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: مجھ پر کتنی عدت ہے؟ فرمایا: کوئی عدت نہیں، ہاں خاوند سے قریب قریب کوئی تعلق قائم ہوا ہے تو اس کے پاس ایک حیض گزاریں۔ (سیدہ ربیع کہتی ہیں:) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نبی کریم ﷺ کے اس فیصلے کے موافق تھا جو آپ نے مریم

مغالیہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ وہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر ان سے خلع لے لیا۔''

(سنن ابن ماجه : 2058، سنن النسائي :3528، المعجم الكبير للطبراني : 265/24، 266، وسندهٗ حسنٌ)

❀ سیدہ ربیع رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں۔

إِنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ .

''انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں خلع لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ایک حیض عدت گزاریں۔''

(سنن الترمذي : 1185، وسندهٗ صحيحٌ، وصحّحه ابن الجارود : 763)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الرُّبَيِّعِ الصَّحِيحُ أَنَّهَا أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ .

''ربیع رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث یہ ہے کہ انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا گیا۔''

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ .

''ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا۔''

(سنن أبي داوٗد : 2229، سنن الترمذي : 1185، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن غریب'' قرار دیا ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ (البقرة 2 : 228) ''طلاق یافتہ عورتیں تین حیض نکاح سے رکی رہیں۔'' اگر خلعہ لینے والی طلاق یافتہ ہوتی تو آپ ﷺ کبھی ایک حیض پر اکتفا نہ کرتے۔''

(معالم السنن : 256/3)

❀ علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ إِنْ كَانَ ثَابِتًا؛ فَهُوَ حُجَّةٌ لِّمَنْ قَالَ : الْخُلْعُ لَيْسَ بِطَلَاقٍ، لِّأَنَّهٗ لَوْ كَانَ طَلَاقًا لَّمْ يُعْتَدَّ فِيهِ بِحَيْضَةٍ .

''یہ حدیث ثابت ہو تو خلع کو فسخ نکاح کہنے والے کی دلیل ہے، کیونکہ اگر یہ طلاق ہوتا، تو عدت ایک حیض نہ ہوتی۔''

(تنقيح التحقيق : 416/4)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْخُلْعَ لَيْسَ بِطَلَاقٍ .

''یہ دلیل ہے کہ خلع طلاق نہیں۔''

(الدراية في تخريج أحاديث الهداية : 75/2)

سوال: طلاق کی عدت طلاق نامہ لکھنے سے شمار ہو گی یا جب شوہر نے بیوی کی

طرف بھیجا یا جب بیوی کو موصول ہوا؟

(جواب): طلاق کی عدت اسی وقت سے شمار ہوگی، جب طلاق نامہ لکھا گیا، بھیجنے یا موصول ہونے کے وقت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(سوال): عدت میں حیض کا اعتبار ہوگا یا طہر کا؟

(جواب): عدت میں حیض کا اعتبار ہوگا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾(البقرۃ: ۲۲۸)

''طلاق یافتہ عورتیں تین حیض نکاح سے رکی رہیں۔''

اہل عرب کے نزدیک ''قرء'' کا لفظ مشترک ہے، جو طہر اور حیض دونوں پر بولا جاتا ہے۔ البتہ اس آیت میں اس سے مراد ''حیض'' ہے، لہٰذا عدت میں حیض کا اعتبار ہوگا۔

(سوال): کیا ماں کے پیٹ میں پانچ سال تک حمل رہ سکتا ہے؟

(جواب): دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی، یہ محض مفروضہ ہے، لہٰذا اس بارے میں گفتگو کرنا بے فائدہ ہے۔

(سوال): کیا بیوہ عدت کے دوران کہیں جا سکتی ہے؟

(جواب): دوران عدت بیوہ کے لیے گھر سے باہر جانا جائز نہیں۔

(سوال): کیا نامرد کی بیوی پر بھی عدت ہے؟

(جواب): اگر خلوت اختیار کی ہے، تو طلاق کی صورت میں نامرد کی بیوی بھی تین حیض عدت گزارے گی۔

(سوال): جو کافرہ عورت مسلمان ہو، تو وہ کتنی عدت گزار کر نکاح کر سکتی ہے؟

(جواب): اگر کافرہ عورت مسلمان ہونے سے پہلے کسی کے عقد میں تھی، تو قبول اسلام کے بعد استبرائے رحم کے لیے ایک حیض عدت گزارے گی اور اس کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے، البتہ اگر قبول اسلام سے پہلے کنواری تھی، تو اس پر کوئی عدت نہیں، کیونکہ عدت کا مقصد استبرائے رحم ہے، تو جب کنواری کا نکاح ہی نہیں ہوا، تو عدت کا کیا معنی؟

(سوال): وفات شوہر کی عدت مکمل ہونے سے پہلے مکان تبدیل کرنا کیسا ہے؟

(جواب): اگر موجودہ مکان میں کسی قسم کا خطرہ یا خوف نہیں ہے، تو تکمیل عدت سے پہلے اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونا جائز نہیں۔ بصورت دیگر مجبوری کی وجہ سے منتقل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(سوال): کیا عدت وفات شوہر کے بعد بیوہ کی شادی درست ہے یا نہیں؟

(جواب): اگر بیوہ عدت گزار لے، تو وہ ولی کی اجازت سے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے، بلکہ نکاح کرنا بہتر ہے، ورنہ وہ زندگی بھر دوسروں کے سہارے کی محتاج رہے گی۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل تھا، جو ختم ہوتا جا رہا ہے، نتیجتاً بہت سی معاشرتی برائیاں جنم لے رہی ہیں، مسلمانوں کو اس بارے تفکر کرنا ہوگا۔ یاد رہے کہ جس طرح کنواری لڑکی کی شادی کرنا ولی کی ذمہ داری ہے، اسی طرح بیوہ کی رضامندی سے اس کی شادی کرنا بھی ولی کی ہی ذمہ داری ہے، ورنہ ہر قسم کے دینی و دنیاوی نقصان کا ذمہ دار وہ خود ہوگا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خاوند سیدنا ابنِ حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے، مدینہ میں فوت ہو گئے، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو پیشکش کی، میں نے کہا: اگر آپ

چاہیں،تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں، انہوں نے فرمایا: میں غور وفکر کروں گا، (پھر بتاؤں گا)، میں کچھ راتیں ٹھہر گیا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور فرمایا: میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ میں اس وقت شادی نہ کروں۔عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: اگر آپ چاہیں،تو میں حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں (آخران کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا)۔''

(صحيح البخاري : 5129)

سوال: کیا مطلقہ عدت کے بعد نکاح کر سکتی ہے؟

جواب: کر سکتی ہے، بلکہ اسے نکاح ضرور کرنا چاہیے۔

سوال: بیوہ کو عدت کہاں گزارنی چاہیے؟

جواب: شوہر کے گھر میں عدت گزارنی چاہیے۔

سوال: اگر نابالغ عورت کا شوہر فوت ہو جائے،تو کیا اس پر بھی عدت ہے؟

جواب: اس صورت میں نابالغ عورت بھی بیوہ شمار ہوگی، چار ماہ دس دن عدت گزارے گی اور وراثت کی حق دار ہوگی۔

سوال: شوہر بلوغت سے پہلے فوت ہو گیا،تو کیا اس کی بالغ بیوی عدت گزارے گی؟

جواب: بہر صورت چار ماہ دس دن عدت گزارے گی۔

سوال: کافرہ عورت غیر مدخولہ ہو اور مسلمان ہو جائے،تو کیا اس پر عدت ہے؟

جواب: اس پر عدت نہیں ہے، کیونکہ عدت استبرائے رحم کے لیے ہوتی ہے،تو جب اس نے خلوت ہی اختیار نہیں کی،تو عدت کی ضرورت نہیں۔